اس سلسلہ میں وہ موجودہ دستوری حالات کے اندر قیام دارالقضاء کے امکانات دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور فصل خصومات کے ساتھ ساتھ اوقاف کے انتظام، مکاتب اسلامی کی نگرانی، معاشرتی اور اخلاقی جرائم کے انسداد اور بیت المال کے قیام کو بھی دارالقضاء سے متعلق کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ ان امور میں اگرچہ بہت کچھ کلام کی گنجائش ہے تاہم یہی غنیمت ہے کہ اب مسلمانوں کے تعلیم یافتہ لوگ سنجیدگی کے ساتھ اس پہلو پر غور کرنے لگے ہیں۔ آگے بڑھ کر توقع ہے کہ یہ بات بھی لوگوں کی سمجھ میں آنے لگے گی کہ جس طرز کا دستوری ڈھانچہ اس وقت بنا ہوا ہے یا آئندہ بنتا نظر آرہا ہے اس میں اسلامی تخیل کے مطابق کسی تنظیم کی اوصوری شکل بھی بنی ممکن نہیں ہے، اور یہ کہ اگر ہم اپنے پسے مسلمان کی سی زندگی چاہتے ہیں تو ہمیں لامحالہ انقلابی حرکت کرنی پڑیگی

تحریک مدح صحابہ | مولوی مظہر علی اظہر صاحب ایم۔ ایل۔ اے جنرل سیکرٹری مجلس احرار ہند قیمت مجلد ۱۲ار۔ بلا جلد ۱۰ار۔ مکتبۂ اردو۔ لاہور۔

یہ مختصر کتاب اقتضائے وقت کے اعتبار سے نہایت مفید ہے اور عوام کے اس خیال کی تردید کرتی ہے کہ تحریک مدح صحابہ گذشتہ تین چار سال ہی سے عالم وجود میں آئی ہے۔ فاضل مصنف خود ایک مقتدر شیعہ ہیں جنہوں نے ایک سچے مومن کی طرح بے لاگ صاف گوئی سے کام لے کر اس تحریک کے آغاز کا سراغ لگایا ہے اور اس کے مالہٗ و ماعلیہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اُن کے نزدیک لکھنؤ کے شیعوں اور سُنیوں کے مابین اس فتنہ وفساد کی بنا ۱۹۰۵ء میں ڈالی گئی اور اسکی وجہ خصوصاً یہ پابندی کہ سُنی احاطۂ درگاہ میں سر سے ٹوپی اتار کر اور ننگے پیروں جایا کریں اختلافات کی خلیج کو زیادہ وسیع کرنے کا باعث ہوئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء میں شیعوں اور سُنیوں کے مابین ایک زبردست تصادم ہوا۔ بیسیوں آدمی قتل ہوئے اور سینکڑوں سزایاب۔ حکومت نے تحقیقات کے بعد جو فیصلہ دیا اگرچہ شیعوں کی اس میں

بڑی کامیابی تھی لیکن اپنی ہٹ دھرمی سے انہوں نے اس کامیابی کو شکست سے بدل دیا۔

مدح صحابہ کے خلاف فاضل مصنف نے شیعوں کے فعل تبّرا کو ناجائز گردانتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ائمۂ اہل بیت رحمہم اللہ اجمعین کے اسوۂ حسنہ اور طرزِ عمل کو بطور سند پیش کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس زمانہ کے شیعہ اپنے بزرگوں کے مسلک کے خلاف چل کر اُن کے دین کو علانیہ داغ لگا رہے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جناب امیر نے تو اس تنگ نظری اور کور ذہنی کے خطرہ کے پیش نظر اپنی اولاد کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھ دیے تھے، مگر شیعوں نے اس تبّرا کی تحریک کو مذہبی جامہ پہنا رکھا ہے۔ فاضل مصنف کے یہ الفاظ ہر شیعہ کو غور سے پڑھنے چاہییں۔

"اس تحریک میں مذہب کو کوئی دخل نہیں۔ مذہب میں اس کا جواز تلاش کرنا ایک بے سود کوشش ہے۔ صاحب خلق عظیم کا مذہب اور صاحبِ مکارِمِ اخلاق ائمہ کا دین ایسے شر رکوش اور فتنہ انگیز مظاہروں کی اجازت نہیں دے سکتا۔ جناب علی مرتضیٰ نے اپنے دورِ حکومت میں ایسی بیہودگی کا مظاہرہ نہیں کیا اور نہ جناب امام حسن علیہ السلام نے اپنی چھ ماہ کی حکومت میں اس اس قسم کی باتیں کہیں یا کرنے کو کہا۔

"دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اُن کے بعد اُسوہ جناب امیر اور ائمۂ معصومین علیہم السلام کا ہے۔ لکھنؤ کے شیعہ اور ان کے ساتھ ہندوستان کے شیعہ ایک سرسامی کیفیت میں مبتلا ہو کر مجنونانہ حرکات کا ارتکاب کر رہے ہیں اور جتنی جلدی وہ ہوش میں آجائیں اتنا ہی اچھا ہے"

اس تصریح کے بعد اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مدح صحابہ کے معاملہ میں شیعوں نے کتنی کجروی اختیار کی ہے اور مذہب کے نام پر جو ناشائستہ حرکات کی گئی ہیں اور کی جا رہی ہیں انہیں درحقیقت مذہب اہل تشیع سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اُن کی یہ روش مسلمانوں کے رہے

سے وقار کے لیے ضرب کاری کا حکم رکھتی ہے۔

فاضل مصنف آگے چل کر کہتے ہیں۔

"جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان اور بیرون ہند میں مسلمانوں کی سربلندی اور ترقی کے لیے اور اغیار کے پنجے سے بچنے کے لیے اتحاد کی ضرورت ہے انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانوں کی جو جماعتیں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی تعریف کے معمولی فقرات بھی برداشت نہیں کر سکتیں اور جنکی ذہنیت اس بارے میں کسی مصالحت اور مفاہمت کی روا دار نہیں اُن کے ساتھ ہو کر یا انکو ساتھ لے کر اغیار کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور کوئی میدان سر نہیں ہو سکتا۔

"جو لوگ تبرّا بازی کو مذہب قرار دیں اور اُن ناپسندیدہ اور شر انگیز مظاہروں کو جزو دین بتائیں جو لکھنؤ میں کیے جا رہے ہیں وہ اور ان کی رفاقت اس قابل نہیں ہو سکتی کہ گرانقدر خدمت اسلامی کا کوئی کام اُن سے سرانجام ہو۔

"اگر فی الحقیقت اسلامی یکجہتی اور ترقی کی خواہش ہو تو شیعوں سے تبرّا کی ذہنیت کے ترک کرنے کا مطالبہ کرنا پڑے گا۔"

کتاب کے مندرجہ بالا اقتباسات اسکی قدر و قیمت کو پہچاننے کے لیے کافی ہیں۔ ہمارے خیال میں لکھنؤ کے شیعوں کے ہر گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے اور مطالعہ کے بعد انہیں اپنے کیے پر پچھتانا چاہیے مولانا مظہر علی اظہر نے اس کتاب کے ذریعہ سے ایک بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ کاش شیعہ بھائی اس سے استفادہ کریں۔

دردِ دل یہ خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی قومی و ملّی نظموں کا مجموعہ ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں میں شرکت کرنے والوں کو اس کا بخوبی اندازہ ہے کہ خواجہ صاحب